No. L. 87

نمبر (۴۰) — مطبوعہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع بروز جمعہ — جلد (۳۹)

گلدستہ اخبار

[illegible]لس

پادری ... صاحب ... پادری ... [illegible]
... [illegible]
پادری ... صاحب ... پادری غلام مسیح صاحب [illegible]
پادری ... صاحب ... پادری ... صاحب
پادری ... صاحب ... پادری ... صاحب
پادری ... صاحب ... پادری ... صاحب ... کا ... [illegible]

جنگ ٹرنسوال اب خاتمہ پر ہے۔ مسٹر کروگر میدان سے بھاگ نکلا اگرچہ بظاہر طور پر کہتا ہے کہ کوشش مصالحت کرنے کے لئے یورپ جاتا ہے مگر حقیقت میں ایک طور پر مفرور ہو گیا ہے۔ مسز کروگر یہیں ساتھ جائینگی۔ ہالینڈ نے سواری کے لئے اپنا جنگی جہاز دیدیا ہے۔ بوئر جنرل ڈیویٹ کے قتل ہونے کی افواہ غلط نکلی کرنل ٹریلائل اس کا تعاقب کر رہے ہیں اور امید ہے کہ عنقریب قید یا قتل کر ڈالیں گے۔ ڈیویٹ کی لیاقت فن جنگ میں اعلیٰ درجہ کی ہے جس کی برٹش افسران نے بھی تعریف کی مگر اب چراغ سحری ہے۔ جنوبی افریقہ کے خاتمہ جنگ پر جنرل بلر اور جنرل ... اور جنرل ... اپنی اپنی کمانوں کو حاصل کرینگے ۔

جنگ چین۔ جرمنی کی تجویز کو امریکہ نے قبول نہیں کیا۔ امریکہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ ایک ملک کے باشندے سزا دینے کے لئے دوسرے ملک والوں کے سپرد کئے جائیں۔ برطانیہ نے اس معاملہ میں ابھی کوئی مفصل جواب نہیں دیا ہے۔ پیکن سے پیغامات کی انتظاری ہے۔ بعد ازاں کچھ جواب دیا جائیگا۔ مارننگ پوسٹ کہتا ہے کہ برٹش والا اڈرسی جرمنی کی طرف سے سلطنت چین کے نام اس مضمون کا الٹی میٹم بھیجنے والا ہے کہ اگر چین پانچ باغی سرغناؤں کو اس کے سپرد نہ کریگا تو وہ اشتہار جنگ دیدیگا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دربار چین نے گورنروں کے نام پوشیدہ احکام روانہ کر دیئے کہ جنیوں سے برابر جنگ کرتے رہو اور یہہ دلیمہ کہ ... طاقتوں میں پھوٹ پیدا ہونے کے خیال سے ان میں پیدا ہوئی ہے۔ روس کے سوا لی ہنگ چنگ کو گفتگوئے مصالحت کے لئے قبول کرنے سے ابھی تک دیگر طاقتیں پس و پیش کر رہی ہیں۔ صوبہ یانگسٹزی برطانیہ کے حلقہ تاثیر میں ہے۔ اور جرمنی اس صوبہ کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے اور چین سے اس صوبہ کا مطالبہ کیا ہے۔ مگر برطانیہ صوبہ یانگسٹزی کو دینا ہرگز گوارا نہ کریگا۔ جرمنی کی تجویز کو روس جاپان آسٹریا فرانس اور اٹلی نے تسلیم کر لیا ہے۔ تا نخبر ہے کہ برٹش اور جرمنی نے اشتہار جنگ دیدیا۔ اب چین کو بہت جلد ہوش آجائیگا۔

چین کو ہندوستان سے جو فوجیں جانی تھیں وہ سب جا چکی ہیں اور ان کی مجموعی طاقت کی مقدار حسب ذیل ہے۔ برٹش افسران ۲۳۵ مع برٹش وارنٹ و نان کمیشنڈ افسران و سپاہیان ۲۴۴ دیسی سپاہیان مع افسران وغیرہ ۱۸ ہزار ۱۰۴ کل دیسی و برٹش سپاہیان و افسران ۱۹ ہزار ۳۴۴۔ خانگی پیشہ دس ہزار ۷۴۵۔ قلی واسطے بار برداری کے ۴۴۲۴۔ بار کش خچر ۴۰۴۴۔ بیل ۱۱۲۔ میدانی توپیں ۱۲۔ میکسیم توپیں ۱۴۔ سامان گولہ بارود کے بکس دس ہزار ۵۱۷ ۔

تار برقیان

تمام طاقتوں کے سفیروں نے پرنس چنگ کو کہا کہ اگر شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم پیکن میں آنا چاہتے ہیں تو خوشی سے تشریف لے آویں۔ برٹش اور جرمنی نے اشتہار جنگ دیدیا ہے۔ **جنرل سٹیل** نے انگریزی فوج کے اس دستہ کو خلاصی کرا دیا جو ایک ماہ کے عرصہ سے مقام شوزو کی کے متصل محصور تھا اور بوئروں کے کئی دستہ کو بھی گرفتار کر لیا۔ **پرتگالی** حکام آج کل ... ہی دغا دہی بہت جتلاتے ہیں۔ سبب یہ ہے کہ بوئروں کا زور ٹوٹ گیا۔ **روس** اور برٹش کی مخالفت کے سبب سے ... کی ... میں بڑی بھاری ... ہے چین اس بات کو دیکھ کر خوش ہے۔ **سینٹ پیٹرسبرگ** میں روسی بحری مسئلہ کہتا ہے کہ تمام جنی [illegible] ہوں کا محاصرہ کیا جاوے اس کی وجہ یہہ بتاتے ہیں کہ ... یہ چینی ... مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ **مشہور** ہا ہے خبر ہے کہ روسی فوج طاقت کیرن پر قابض ہو گئی۔ **لندن** کے والنٹیروں کی فوج جو یورپ سے واپس آنے کے لئے تیاریاں کر رہی ہے۔ **ٹرونیا فبرگ** اور ... کے دیسی باشندے بوئروں کو ... کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ **پینار** ... جنرل ... نے بوئروں سے ایک جنگ کی بوئروں نے دو طرف سے حملہ کیا تھا۔ بعض گھنٹہ کی جنگ کے بعد بوئر پسپا ہو گئے۔ ... پہاڑی توپوں نے بوئروں کو دو سو گز کی زد سے تباہ کر دیا۔ **انگریزی** فوجوں نے مقامات ... پر قبضہ کر لیا۔ **۲۰** کو کمائی پورٹ میں شاہ ... کی سالگرہ کی خوشی ... جلسہ ... فوجی ... **مسٹر** ... پہلے کرنے گئے ... جنگ ... ہے ... **کنسرویٹو** اخبارات کہتے ہیں کہ لبرل کا ... فائدہ زبانی آپ ... ہیں اور کرنے کچھ نہیں۔ **انتخاب** پارلیمنٹ میں کنسرویٹو اور لبرل دونوں اپنا اپنا زور لگا رہے ہیں مگر ... زیادہ زور پر نظر آتے ہیں۔ **کماٹی پورٹ** میں انگریزی فوج نے بوئروں کا سلح خانہ ... دیا۔ انگریزی فوج کے ... ہلاک اور ... زخمی ہوئے۔ **سفیران چین** نے لی ہنگ چنگ کو کہا ہے کہ اگر دربار چین واپس آجاوے تو اس کی حفاظت کریں گے۔ **یکم اکتوبر** کو شاہ ایران قسطنطنیہ تشریف لائے اور سلطان روم سے ملاقات کی۔ **مسٹر** کروگر نے ... یورپ کو ... پیغام بھیجا کہ ... یورپ کی کشت ... بوئروں کا ... تھا۔ میں اس وقت ... ہو گیا تھا لیکن ... نے ناحق مقابلہ جاری رکھا ۔

شریعت و فضل



شریعت احد

اے ناظرین نور افشاں اس وقت آپ کے سامنے ایک میزان ہے اور یہ میزان خدا کے عدل کا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے ایک طرف بنی آدم کو شریعت اپنی عدم ادائگی کی وجہ سے خدا کے غضب کا سزاوار ٹھہراتی ہے۔ اور دوسری طرف خدا کا فضل انسان کو رحمت اور نجات کا مستحق ٹھہراتا ہے اور شریعت کا سوتا کوہ سینا پر سے جاری ہوا۔ اور فضل کا چشمہ خاص خدا کے تخت سے بہہ رہا ہے۔ شریعت لاتی ہے اور فضل جلاتا ہے۔ شریعت بنی آدم کی بہتری اور بہبودی کے واسطے دی گئی تھی کہ شریعت کے مطابق اپنا عمل رکھے۔ مگر فضل بنی آدم کی نجات کے واسطے نازل ہوا ہے۔ شریعت اور فضل دونوں آپس میں متضاد ہیں۔ چنانچہ بنی آدم نے شریعت کا اصل عمل کیا ہے تو اب کس طرح سے انسان خدا کے فضل کو حاصل کر سکتا ہے۔

غرض دنیا کے تمام مذاہب اور کل سوسائیٹیاں اس اہم سوال کو حل نہیں کر سکتیں۔ اور تمام الہامی کتابیں سوائے مقدس بائبل کے جو دنیا میں مانی جاتی ہیں اس ضروری سوال کے حل کرنے میں عاجز اور قاصر ہیں۔ اگر کوئی معترض کھڑا ہو اور کہے کہ ہم اس سوال کو حل کرتے ہیں تو ہم اس ضروری سوال کے حل ہونے کی وجوہات خوشی سے سُنیں گے کہ کس طرح گنہگار خدا کے عدل کے تقاضے کو پورا کرکے خدا کے فضل کو حاصل کر سکتا ہے۔ جبکہ یہ مانا گیا ہے اور کل بنی آدم اقرار کرتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں تو وہ کس طرح بچ سکتے۔ اگر خدا اس گنہگار کو اپنی رحمت سے بخش دے تو خدا کی عدالت میں فرق آویگا اور اگر سب کو عدالت کرکے دوزخ کا سزاوار گردانیگا تو وہ اپنا فضل کن پر کریگا۔

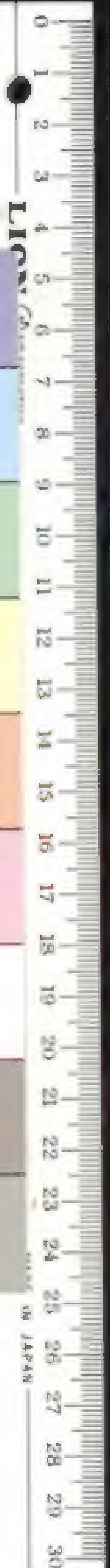
عیسائی مذہب نے تمام دنیا کے مذہبوں کی حقیقت کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے اور ان کی تسلیم اور ان کی مذہبی کتابوں کی خوب پڑتال کی ہے اور ان پر اتنی کتابیں شائع کی ہیں کہ ہر ایک آدمی اپنے مذہب کی حقیقت دیکھے کو وہ کتابیں بائبل سوسائیٹی سے منگوا کر دیکھ لیوے اور اپنا اطمینان کر لیوے اس اہم سوال کے حل کرنے میں صرف عیسائی مذہب ہی راہ و حق اور زندگی ہے۔ عیسائی مذہب ہی بتلاتا ہے کہ کس طرح خدا کا فضل حاصل ہوتا اور کس طرح سے خدا کی عدالت سے بچ سکتا ہے کیونکہ مسیح خداوند نے خود مجسم ہو کے خدا کے عدل کے تقاضا کو پورا کیا۔ اور فضل حاصل کرنے کا ذریعہ مسیح ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا بیش قیمت خون گنہگاروں کے عوض میں بہایا۔ اور جو خدا کے عدل کا تقاضا تھا۔ بھر دیا۔

اے ناظرین آپ نقشہ کی طرف خیال فرماویں کہ مسیح نے صلیب کو اُٹھایا ہوا ہے اور شریعت کا پیالہ مسیح نے بھر دیا۔ اور فضل کا چشمہ جاری [illegible] جو کوئی اب مسیح پر ایمان نہیں لاتا وہ خدا کے قہر کے تلے ہے اور جو مسیح کو قبول کرتا ہے وہ خدا کی رحمت کے سایہ میں ہے اور بس۔

صلیب کی دہنی طرف رحمت۔ نجات۔ برکت۔ نعمت۔ زندگی کا تاج ہے۔ مگر صلیب کی بائیں طرف لعنت۔ غضب۔ عذاب۔ قہر۔ موت و ہلاکت ہے۔ درمیان میں ربنا المسیح ہے۔ اس واسطے مسیح نے زبدی کی زوجہ یعقوب اور یوحنا کی ماں کو فرمایا۔ جب اس نے التجا کی کہ میرا ایک بیٹا تیری دہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف ہو۔ خداوند مسیح نے فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ کیا چاہتی ہے۔ علاوہ اس کے مسیح نے اپنے پہاڑی وعظ کے اخیر میں جب آپ قیامت کی بابت ہدایت فرما رہے تھے اظہار کیا کہ بھیڑیں دہنی طرف اور بکریاں بائیں طرف ہونگی۔ نیز خداوند مسیح کی موت کے وقت دہنی طرف کا چور بچ گیا اور بائیں طرف کا چور ہلاک ہوا۔

غور طلب باتیں یہ ہیں کہ خدا ایک ہے۔ اور اس نے تمام بنی آدم کے واسطے ایک ہی انتظام مقرر کیا۔ جیسے ہوا۔ پانی۔ آگ۔ موت۔ پیدائش کا انتظام کل انسانوں کا ایک ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ خدا اپنے سورج کو نیکوں اور بدوں پر اُگاتا اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے۔ دریں صورت انسان کی نجات کا ایک ہی انتظام الہٰی ہے۔ اور کل بنی آدم کی زندگی کا انحصار مسیح شافی پر ہے۔ اور کسی دوسرے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا [illegible] نجات پا سکیں۔ اعمال [illegible]

داؤ



بقیہ

پنڈت کرپارام صاحب اڈیٹر آریہ میگزین کے جواب ردِّ تناسخ پر

ریویو

(۲) آپ نے دو ممکن الوجود ہستیوں کی جو مثال پیش کی وہ محض ناقص ہے۔ ممکن الوجود ہستیاں تو پیدا کی ہوئی ہستیاں ہوتی ہیں اور پیدا کرنے والے کی مرضی پر ان کی طاقت و کمزوری و بڑا و چھوٹا ہونا ۔ عاقل و غیر عاقل ہونا وغیرہ موقوف ہے۔ نہ ان کی خود نفس ذات پر۔ پس اگر بوڑھا راجہ کے قبضہ میں ہے تو یہہ خالق کی مرضی ہے۔ ورنہ بوڑھا بوڑھا نہ ہوتا۔ اور نہ راجہ راجہ ہوتا۔ بلکہ دونوں خدا ہوتے۔ آپ بھی اپنے اصول سے اس مثال میں خود تسلیم کریں گے کہ بوڑھا ہونا خدا کا مقرر کیا ہوا قانون ہے۔ اور راجہ ہونا اسکے اگلے کرموں کا پھل ہے جس سے وہ راجہ ہوا۔ اور کرموں کا پھل دینے والا خدا ہے۔ پس یہہ دونوں حالتیں آپ کے اصول سے بھی از خود پیدا نہیں ہوئیں۔ بلکہ منتظم حقیقی کے انتظام اور انصاف سے۔ پس یہہ مجبوری "حدوث و قدامت سے" ہوئی یا نہیں جس سے آپ گریز کرنا چاہتے ہیں مگر کر نہیں سکتے۔ دیکھئے حدوث ممکن الوجود کی صفت ہے اور قدیم ہونا خدا کی صفت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بوڑھا جو حادث ہے راجہ کے قبضہ میں [illegible] خدا کی صفت ہے وہ مالک و مختار [illegible] مرضی سے جو چاہتا ہے سو کرتا [illegible] اسی طرح خدا کی

حکومت بلحاظ قدرت و علم کے ہے مگر یہہ نہیں بتلاتے کہ کیوں خدا کو روحوں اور مادہ پر زیادہ قدرت و اختیار حاصل ہے اور روحوں کو کم کیا ان کے بھی کسی پہلے جنم کے اعمال ہیں جس سے ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے یا دھاندلی سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں۔ پھر آپ کے اس بیان سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ ابتدا ہی سے آپ کے یہاں یہہ انتظام مانا گیا ہے کہ کوئی بڑا ہے اور کوئی چھوٹا۔ تو آپ موجودہ انتظام الٰہی میں آپ لوگ یہہ کیوں کہا کرتے ہیں کہ ایک اندھا کیوں ہے اور دوسرا آنکھیں رکھتا ہے ایک بڑا ہے تو دوسرا چھوٹا کیوں ہے۔ آپ کے یہاں تو یہہ اندھیر کھاتہ ابتدا ہی سے چلا آتا ہے۔ اجی حضرت ہمارے بیان پر پھر غور کیجئے کہ اس کا سبب معقول یہی ہے کہ جو اپنی علت آپ میں رکھتا ہے وہ ضرور خدا ہے اور وہی ساری چیزوں کی علت ہے اور اکیلی علت ہے ورنہ تین قدیم ماننے میں مشکل پر مشکل میں آپ گھر جاتے ہیں۔

پھر آپ ہماری دلیل کی تردید میں خدا کے محیط ہونے کی دلیل اس کے لطیف ہونے پر مبنی کرتے ہیں۔ نہ اس کی واجب ہستی یا از خود علت ہونے پر۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

قولہ۔ خدا کو بلحاظ قدامت لامحدود نہیں مانا جاتا بلکہ بلحاظ لطافت وہ جو جس سے زیادہ لطیف ہے وہ اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح خدا مادہ اور روح دونوں سے لطیف ہو کر دونوں میں داخل ہو کر گذر کر سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی ہماری دلیل کے اس جملہ پر مذکورہ بالا جواب دیتے ہیں وہ جملہ یہہ ہے کہ جو اس کو ہر جگہ میں ہونے سے باز رکھنے والی ہو وہی اس ہستی کی محدد بھی ہوگی۔

پنڈت جی ہم کب یہہ نہیں کہتے کہ خدا نہایت لطیف ہے اور اس لئے وہ ہر شے میں داخل ہو کر گذر سکتا ہے۔ مگر آپ جو اس کے لطیف ہونے کو اس کی بے حدیت کی دلیل بتاتے ہیں یہہ آپ کی غلطی ہے ارواح انسانی بھی لطیف ہیں مگر اس سے وہ بے حد نہیں بن گئیں مادہ بھی کبھی کثیف اور کبھی لطیف ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے اس کی مقدار میں کمی و بیشی نہیں ہو جاتی اسی طرح خدا کے لطیف ہونے سے اس کا کسی کثیف مادی شے میں داخل ہونے کے لئے لطافت ایک شرط ضروری تو ہے پر اس کے ہمہ جا حاضر ہونے اور بے حد ہونے کے لئے اس کے سوا کچھ اور بھی ضرور ہے اور وہ خدا کی ذات و صفات کا فی نفسہ بے حد و لامحدود ہونا ہے اور اس کی ذات کا بے حد و لامحدود ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات میں از خود ہستی ہے۔ پس آپ ہماری دلیل کو یا تو سمجھے نہیں اس لئے اصل بحث سے بھٹک کر کچھ اور ہی لکھ گئے یا دیدہ و دانستہ کترا گئے۔ لہذا پھر سوچئے۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔ قولہ جناب من روح و مادہ قدیم ہونے کی حالت میں بھی بسبب جزو اور کم علم ہونے کے خدا نہیں ہو سکتے بلکہ ملکیت خدا ہو کر خدا کی صفت مالکیت کو پورا کرنے والے ہیں۔

پنڈت جی آپ بار بار یہہ فرماتے ہیں کہ مادہ قدیم ہو کر جزو لیتے غیر ذی عقل اور ارواح قدیم ہو کر کم علم ہیں۔ مگر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ کیوں۔ اور نہ آپ ہماری دلیل کو باطل کرتے ہیں کہ قدیم وہی ہوگا جو اپنی علت آپ میں رکھے۔ اور جو اپنی علت آپ میں رکھے وہ ضرور خدا ہوگا تو پھر ہم آپ کی کیونکر سنیں کہ مادہ قدیم ہو کر جزو رہ گیا۔ کیوں صاحب اس کے خدا ہونے میں کون سا امر مانع ہے کہ جز سے جیتن نہ ہو

آپ مادہ پر ناحق ظلم کر رہے ہیں اور روحوں کا بھی خون کر رہے ہیں کہ ان کو کم علم ٹھہراتے ہیں آپ کے اصول کے مطابق ان کا خدا ہونا لازمی ہے کیونکہ وہ لطیف ہو کر آپ کے مادی جسم میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ بیشک ایک داد تو آپ نے ان کی خوب دی کہ ملکیت خدا ہو کر خدا کی صفت مالکیت اور معلومات خدا ہو کر خدا کی صفت عالمیت کو پورا کرنے والی ہیں لیکن اس میں خدا کی ہتک اور توہین کی۔ اور اس کے گھر میں ٹوٹا ٹھہرادیا۔ اور یہہ آپ کا کفر ہے۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک خدا کی صفات از خود کامل نہیں ہیں۔ لیکن ان کا کامل ہونا مادہ اور روحوں کے وجود ازلی پر موقوف ہے۔ اور خدا بغیر ان کی امداد اور سہارے کے نہ مالک ہے اور نہ عالم ہے بھلا جناب من اب انصاف سے کہیے تو سہی کہ ایسا خدا خدائی کے لائق ہو سکتا ہے اور اس پر کوئی ذی عقل امید و بھروسہ کر سکتا ہے؟

والسلام

غلام مسیح

بقیہ

آریا صاحب کے خیالات کی تردید

اختلاف ششم

(۶) معترض صاحب فرماتے ہیں کہ مرقس ۱۲: ۲۵ و رومیوں ۱۴: ۱۷ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی بہشت میں کھانا پینا نہیں ہے۔ بلکہ محض فقر فاقہ ہوگا۔ لیکن معترض صاحب نے متی ۲۲: ۳۰ کو چھوڑ دیا جو آسمانی لوگوں کی حالت بیان کرتی ہے کہ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے۔ اور بمقابل ان آیات کے متی ۲۶: ۲۹ آیت کو پیش کرتے ہیں کہ اس میں انگور کے پھل کا رس پینے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

عزیز من جیسا میں نے آگے عرض کی پھر کہتا ہوں کہ خدا کا کلام کسی جگہ بھی سمجھ سکیں۔ اور خدا سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کی ضمیر کو روشن کرے۔ خدا کے کلام پر غور کرنے سے ثابت ہے کہ دو آدم ہیں جن کے ساتھ ہمارا رشتہ پایا جاتا ہے۔

پہلا خاکی دوسرا آسمانی ہمارا کرشن ہونا یہہ ہے کہ ہم خاکی سے خروج کر کے آسمانی خداوند مسیح میں شراکت پاتے جاتے ہیں۔ اور وہ عادت و خصلت جو بابا آدم اور اس کی اولاد کی ہے وہ دن بدن مسیح کی طرف قدم بڑھانے میں جاتی رہتی ہے۔ اور حالت کا نمونہ بھی جو آدم اور اس کی اولاد پر ہے ہم پر سے جاتا رہتا ہے۔ (قرنتیوں ۱۵: ۴۴ سے ۴۹ آیت تک) اور پھر ایک دن آتا ہے کہ ہم لوگ فوراً آسمانی و جلالی اور نورانی صورت پکڑ کر آسمان پر اٹھائے جائیں گے۔ اور فرشتوں کی مانند عادت خصلت سُبھاؤ میں ہو جائیں گے۔ اس وقت اور اس حالت میں کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی مرقس ۱۲: ۲۵ و رومیوں ۱۴: ۱۷ و متی ۲۲: ۳۰ کی نسبت و تعلق آسمانی و جلالی فریق کے ساتھ ہے جو خداوند مسیح کے ساتھ آسمان پر جلال میں ہونگے۔ دیکھو خدا کا کلام خط فلپیوں ۳: ۲۰ سے ۲۱ و ۱ قرنتیوں ۱۵: ۵۱ سے ۵۳ و متی ۲۲: ۳۰ - ۱ تسلونیقیوں ۴: ۱۳ آخر تک۔ غرض یہہ ایمانداروں کا وہ فریق ہے جو جلالی ہو کر آسمان پر چلا جاویگا۔

لیکن دوسرا فریق جو بابا آدم میں گذران کرتا رہیگا اس کی خاکی صورت و خاکی حالت ہوگی۔ خداوند مسیح جواب آئینگا ہو جب فلپیوں ۳: ۲۰ سے ۲۱ اور ۱ تسلونیقیوں ۴ باب اور انجیل یوحنا ۱۴: ۲ و ۳ وغیرہ جلالی لوگوں کے لئے ہے۔

اور جو متی ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ باب اور خط یہوداہ ۱۴ سے ۱۵ آیت تک اور یسعیاہ ۱۱ باب میکاہ ۴ باب ۱ سے ۷ آیت تک زکریاہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ وغیرہ وغیرہ یہہ خداوند مسیح کی آمد عدالت اور دنیا پر بادشاہت کرنیکے واسطے ہے۔

اس وقت جب اپنے لوگوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوگا تب متی ۲۶: ۲۹ آیت عمل میں آویگی۔ پس رومیوں ۱۴: ۱۷ و مرقس ۱۲: ۲۵ و متی ۲۲: ۳۰ آیت کا تعلق آسمان سے ہے جب آسمانی لوگ فرشتوں کے ساتھ ہو کر خداوند مسیح کی تعریف و حمد و ثنا کریں گے۔ اس وقت کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔

متی ۲۶: ۲۹ آیت کا تعلق زمین پر اس بادشاہت کے ساتھ ہوگا جب خداوند زمین پر آکر تمام دنیا پر حکومت کریگا۔ زکریاہ ۱۴: ۹ آیت اس وقت اپنے مقدسوں کے ساتھ باپ کی بادشاہت میں انگور کا رس کو عمل میں لاویگا۔

پس مقامات مذکورہ بالا سے بھی معترض صاحب کا مطلب برآمد نہ ہوا۔

پادری عماد الدین اور انکی تصانیف

ناظرین نور افشاں کو معلوم ہوگا کہ بزرگ پادری عماد الدین صاحب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے ہیں۔ ہندوستانی مسیحیوں میں شاذ ہی کوئی ایسا ہو جو اس بزرگ کے نام سے

واقف نہ ہوں ان کی وفات حسرت آیات کی خبر پاکر عجب نہیں کہ لوگ اس انتظار میں ہوں کہ کوئی ایسا شخص اٹھے۔ جو ان کی زندگی کے حالات سے واقف ہو۔ اور ان کی مختصر سوانح عمری لکھکر نورافشاں یا کسی اور پرچہ کے حوالہ کرے۔ امید ہے کہ نورافشاں کی استدعا کے مطابق ضرور کوئی نہ کوئی شخص اس بات کا بیڑا اٹھائیگا۔ ہمارا مطلب اس وقت یہہ نہیں کہ ہم ان کی سوانح عمری پیش کریں ہم صرف ان تصانیف کی طرف لوگوں کی توجہ کھینچنا چاہتے جو اس بزرگ کی قلم سے نکلیں۔ انہیں کتابوں کے سبب سے وہ تمام ہندوستان میں مشہور ہوئے۔ اور ان ہی کتابوں کے سبب سے ان کا نام نامی ہر مناد بلکہ ہر مسیحی کو عزیز اور پیارا ہے۔ ہم ان کی تصانیف کو دو قسموں پر تقسیم کر سکتے ہیں (۱) وہ کتابیں جو مباحثہ کی صورت میں لکھی گئیں۔ (۲) دوسری وہ کتابیں جو مسیحی مذہب کی خوبیاں اور صداقتیں ظاہر کرنے کو تحریر کی گئیں۔

اہل اسلام میں سے کوئی مسیحی ایسا نہیں جس نے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے محمدی مذہب کے نقصوں اور مسیحی دین کی خوبیوں سے واقفیت پیدا نہ کی ہو اور کوئی مناد ایسا نہیں جو ان کی تصانیف سے مسلمانوں کے ساتھ بحث کرتے وقت مدد نہ لیتا ہو ان کے انتقال پر ملال کا حال سنکر ہمارے دل میں یہہ شوق پیدا ہوا کہ ہم ان کی چیدہ بیش قیمت کتابوں کو ایک نظر پھر دیکھیں۔ کئی ایک کتابیں اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایک ایک کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھیں مگر اس طول کام کو انجام دینا مشکل معلوم ہوتا ہے سو ہم صرف ان تفسیروں کی نسبت چند الفاظ تحریر کرنا چاہتے ہیں جو پادری صاحب اپنے ہم زبان اور ہم وطن لوگوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی مباحثہ کی کتابوں نے اپنے وقت میں اچھا کام کیا۔ اور اب بھی ان کی ایسی ضرورت ہے کہ ہم ان کو اپنے اردو لٹریچر سے خارج نہیں کر سکتے۔ بلکہ جب تک بحث کا بازار گرم ہے تب تک ان کا سکہ جاری رہیگا۔ ہاں جب تک اسلام اور مسیحی مذہب کے درمیان مناظرہ کی جنگ چھڑی رہیگی تب تک پادری موصوف کی کتابیں دیگر بزرگوں کی طرح اس میدان میں تلوار آبدار کا کام دیتی رہینگی۔ لیکن زمانہ نے کچھ عرصہ سے پہلو بدل لیا ہے۔ مسیحیوں کو اب اس قدر شوق مباحثہ کی کتابوں کے پڑھنے کا نہیں رہا جس قدر پہلے تھا۔ ان دنوں یہہ خواہش عام تھی کہ مقابلہ کر کے دیکھا جائے کہ مسیحی مذہب اسلام اور ہندومت پر کیونکر فضیلت رکھتا ہے۔ مگر اب سالہا سال کے دینی تجربہ نے ہند کی مسیحی دنیا کو مسیحی مذہب کی صداقت کا کافی طور پر قایل کر دیا۔ اب مسیحیوں کی زیادہ تر آرزو اور شوق یہہ ہے کہ وہ مسیحی مذہب کی خوبیوں سے زیادہ زیادہ واقف ہوں تاکہ وہ روحانی زندگی میں زور آور ہوتے جائیں۔ نوجوانوں کو اب یہہ خیال اس قدر نہیں کہ وہ مباحثہ کی کتابوں کو پڑھکر محمدیوں اور ہندوؤں کے ساتھ لڑنے کا مادہ پیدا کریں۔ انہیں اب اس بات کا زیادہ خیال ہے کہ وہ یسوع کے نمونہ پر چلنا سیکھیں تاکہ اس کی سی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ اگر مسیح کی سی زندگی بسر کرنا سیکھ جائیں تو مباحثہ اور مناظرہ کی چنداں ضرورت نہ رہیگی مسیح کی زندگی آپ اپنی کشش سے بہتیروں کو حقیقی نجات دہندہ کے قدموں پاس کھینچ لائیگی۔ اس کے لئے انجیل کا مطالعہ ضروری ہے۔ اور روحانی مزاج آدمیوں کی تفسیریں اس مطالعہ میں بڑا کام دیتی ہیں۔ پادری عماد الدین صاحب نے ہر طرح اپنے خدا اور اپنے ہم مذہب اور ہم وطن بھائیوں کی خدمت کی۔ اور ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے اس بزرگ کو اپنی خدمت کی انجام دہی کے لئے آپ مقرر کیا تھا اور جو کتابیں اس نے اس بزرگ کی معرفت لکھوائیں وہ بہت دیر تک ان کی موت کے بعد بھی خداوند کی خدمت میں استعمال ہوتی رہینگی۔ بالخصوص یہہ تفسیریں جو ہمارے سامنے ہیں ہندوستانی مسیحیوں کو اس زمانہ میں زیادہ فایدہ پہنچا سکتی ہیں۔ متی اور یوحنا اور اعمال کی کتابوں پر یہہ تفسیریں لکھی گئی ہیں گو ان کی تیاری میں پادری صاحب کو بزرگ پادری رابرٹ کلارک صاحب سے بہت مدد ملی۔ بلکہ بقول ان کے ایک طور پر ان تفسیروں کو پادری رابرٹ کلارک صاحب ہی کی تالیف سمجھنا چاہئے۔ تاہم ہماری رائے میں پادری عماد الدین صاحب نے ان کی تیاری میں اپنا بہت سا وقت اور علم صرف کیا ہے۔ پادری کلارک صاحب مضامین کی ہڈیاں ان کے حوالے کرتے تھے اور وہ ان پر گوشت اور پوست چڑھا کر ان کو جیتی جان بناتے تھے۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کتابوں کی تصنیف میں انگریزی تفسیروں سے جو نہایت مستند سمجھی جاتی ہیں بہت کچھ اخذ کیا گیا ہے سو یہہ کتابیں بڑی محنت اور لیاقت کے ساتھ تیار کی گئی ہیں۔ اور پڑھنے والے کو اس وقت اور دام کی نسبت جو وہ ان کے پڑھنے اور خریدنے پر صرف کر سکتا ہے وہ چند زیادہ فایدہ بخش سکتی ہیں اب بہت سے دیہاتی مناد ایسے ہیں جو نہ صرف انگریزی ہی نہیں جانتے بلکہ رومن سے بھی ناآشنا ہیں اور پھر جہاں رہتے ہیں وہاں کوئی دوسرا ایسا شخص نہیں ہوتا جو بائبل کے مطالعہ میں ان کی مدد کر سکے۔

ہماری دانست میں ایسے اشخاص کے لئے یہہ کتابیں اشد ضروری ہیں۔ ہمیں ایک بزرگ کا قول یاد ہے کہ میتھیو ہنری کی تفسیر اگر روپیہ پاس نہ ہو تو کوٹ بیچکر بھی لے لینی چاہئے۔ پادری عمادالدین کی تفسیریں بھی بہتوں کے لئے یہی حکم رکھتی ہیں۔ ایسے بزرگ عمادالدین کی خدمات کا کس طرح شکریہ ادا کر سکتے ہیں کس طرح ان کی خدمتوں کا شکر کر سکتے ہیں اور کس طرح ان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں؟ ہماری رائے میں ان سب باتوں کے پورا کرنیکا ایک یہہ عمدہ طریقہ ہے کہ ہم اس مرحوم کی کتابوں کو خصوصاً ان کی تفسیریں کو خریدیں اور پڑھیں۔ بڑی خوبی ان میں یہہ ہے کہ عبارت ان کی ایسی سہل اور سلیس ہے کہ ہر کوئی ان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اور دوسرا لطف یہہ ہے کہ اب بہت کم قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ ہر مناد کو ایک ایک جلد ان تفسیروں کی اپنے پاس رکھنی چاہئے۔

والسلام

ط

قہرِ الٰہی

دفعتاً آبنوس رنگ ابر پردہ نیلگوں پر چھا گئے۔ اور قدرت کے مصور نے بحر ظلمات کا ایسا خاکا کھینچا کہ بنی آدم مانی حیران و ششدر رہ گئے۔ یکبارگی سطح خاک سے گریہ و نالہ کی آواز اُٹھی۔ یا الٰہی یا بھگوان خبر تو ہے کچھ رحم کچھ دیا ہو وے۔ انسان۔ حیوان چرند پرند یا اِدھر اُدھر بھاگنے اور اُڑنے لگے۔ تنگ نے صفت فردوس بریں کی غزلیں سنائیں۔ سورج نے مغرب کی شمع و فانوس وغیرہ کو سکڑا کر مشرق میں آ سر نکالا اور اِدھر کی شمع و فانوس بستر آرام پر لیٹنے کو بیٹھے بیچین ہونے لگیں۔ اور کرہ زمین نے اپنی گردش کی پرکار کو گھماکر الیسار کھاکہ جنتریاں لمحوں نے لگیں کہ ۱۶ ستمبر کی صبح ہے۔ اہل آدم اپنے اپنے بستر سے اُٹھکر دینی و دنیاوی کاموں کے واسطے کمر بستہ ہو رہے تھے۔ اُدھر بہشتی ترانہ اپنی چھما چھم سے ہر چند منع کرتا تھا مگر یہہ کہاں سنتے تھے۔ جوں دروازہ سے نکلکر آنگن پر قدم رکھنا چاہا کہ حضرت خضر آبنگلیر ہوئے خیر تو ہے۔ اب تو گھر گھر سڑک سڑک کوثر اور سلسبیل کے چشمے بہنے لگ گئے۔ کچھ گھر متوالوں کی طرح ڈگمگانے لگے۔ ہند کی دارالسلطنت میں کہرام مچ گیا کہ یہہ بارش نہیں ہے بلکہ قہر الٰہی برس رہا ہے۔ شہر کا جنوبی حصہ سمندر کی تہ پر لہرانے لگ گیا۔ غریب غربا چیونٹیوں کی مانند بستی بہ بستی۔ جھونپڑی جھونپڑی سروں پر صندوق چارپائی برتن وغیرہ لے لیکر اِدھر اُدھر بچے گھروں میں گھسنے لگے۔ بعض رحم دلوں نے چند ایک غربا کو آسکے رکھ لیا۔ بعض فرعون دلوں نے پھاٹک پر کھڑے ہونے کی جگہہ تک نہ دی۔ بعضوں نے وائسرائے ہند کرزن صاحب بہادر کے باڈی گارڈز کی بیرک میں جو فی الحال خالی ہے جاکر بسیرا کیا۔ کاشکہ یہہ تاریک دل فوراً توبہ کرتے تو کلکتہ کے سنسریوں کو چشمہ دینے میں کچھ دقت نہ ہوتی۔ کیونکہ گھر گھر دریا بہہ رہے تھے۔ اس روز کا سماں عجیب تھا۔ لوگوں کے دل دہل گئے۔ بعض کہتے تھے کاشکہ ہم ان نجومیوں اور پنڈتوں کی پیشینگوئی کو قبول کرتے آج کے دن کے واسطے تیار بیٹھتے مگر یہہ انسان جس نے دنیا کے شروع سے اپنے دل کو سخت کرکے بڑے بڑے پیغمبروں اور نبیوں کی پیشین گوئیوں کو قبول نہ کیا تو بیچارے جوتشی و نجومی کہاں۔ "چڑیا کی جان جائے لڑکے کی کھیل"۔ انگریزوں اور چھوٹے چھوٹے راجوں نے کشتیاں کرائے پر لے لے کر سڑکوں پر چھوڑ دیں۔ اور اِدھر اُدھر گلیوں اور سڑکوں پر تیرانے لگے۔ کاشکہ ان راجوں کے دلوں میں رحم ہوتا کہ ان روپیوں کو جو اس طرح برباد کر رہے ہیں۔ اگر غریب غربا پر خرچ کرتے تو ثواب اجر سے خالی نہ رہتے۔ یا ان کشتیوں کو ان کے بچاؤ کے واسطے استعمال کرتے۔ مگر کہاں شب ظلمت آموجود ہوئی۔ ساری رات ٹپر ٹپر رپ رپ چھما چھم رٹ رٹ کے بین و باجے بجتے رہے۔ ہر بامذاق خورشید کے چہرہ دیکھنے کے واسطے خواہاں تھے گھر گھر آنکھیں اُوپر اُٹھ رہی تھیں۔ ہر ایک ابر سے فریاد کرتا تھا کہ اب بس۔ مگر جواب یہہ ملتا تھا

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو

رونا ہے۔ کچھ ہنسی نہیں ہے

یا اللہ۔ یا بھگوان۔ اس ابر کو کب تک ہم پر رو لائیگا۔ ہم تو ہلاک ہوے۔ ہر کوئی صبح کا خواہشمند تھا۔ ۱۷ ستمبر کی صبح نے سر نکالا۔ پانی گھروں اور سڑکوں میں تین انچہ اور بلند ہو گیا۔ اب تو حضرت نوح کے دن یاد آئے کہ بس اب کلکتہ پانی سے ہلاک ہوگا۔ خدا دوست تیار بیٹھے تھے آج کی شام کو سب کی فریادیں قریباً درگاہ الٰہی میں سُنی گئیں اور شام سے پانی کم ہونے لگا اور لوگوں کے دلوں میں تسکین و آرام نے جگہہ پائی۔ یہہ ناگہانی بارش جو ۱۶ ستمبر کی شام سے شروع ہوئی ہے اور اب تک بند نہیں ہوئی اس سے بہت نقصان ہو رہا ہے۔ جان و مال کا نقصان ہو رہا ہے۔ طرح بطرح کی بیماریاں شہر میں پھوٹ پڑی ہیں۔ اور مفصلہ ذیل سڑکیں اور گلیاں ہند کی تواریخ میں لکھنے کے قابل ہیں۔ لوئر سرکولر روڈ۔ راڈن سٹریٹ۔ لالاڈن سٹریٹ۔ ہنگر فورڈ سٹریٹ۔

وکٹوریا ٹراس۔ کیمک سٹرٹ۔ چورنگی روڈ۔ پارک سٹریٹ
شارٹ سٹریٹ۔ بخشر روڈ۔ پریٹوریا سٹریٹ۔ رینز روڈ
رسا روڈ۔ لینس ڈاؤن روڈ۔ الگن روڈ۔ سٹور روڈ۔
بالی گنج سرکولر روڈ۔ جگو بیری روڈ۔ سلمان بڑا لیین
وغیرہ وغیرہ۔ ان مفصلہ بالا سڑکوں۔ گلیوں پر جو گھسہ
کھڑے تھے وہ ایک ایک جزیرہ تھے۔ اور ان سڑکوں
پر پانی کہیں سو فٹ کہیں ۴ فٹ کھڑا تھا۔ اور انہیں
پر کشتیاں تیر رہی تھیں۔ یہہ دوسری بلا کلکتہ میں آئی
ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۱۲ جون سنہ ۹۷ء کے بھونچال
نے کلکتہ میں بہت نقصان کیا۔ اب یہہ دوسرے
قاصد الہی نے نقصان کیا ہے۔ قیامت کے آثار ہیں
"میں اس کو صبح کا ستارہ دونگا۔ یقیناً میں جلد آتا ہوں"

راقم

ٹی کے۔ خابا

انتقال پر ملال

بیت

احوال جہان و اصل این عمر کہ ہست
خوابے و خیالے و فریبے و دمے است

اس کائنات کی کائنات بے ثبات ہے۔ یہہ سرائے فانی جائے انقلابات ہے۔ اور عمر کی کہانی محض ایک بات ہے۔ کسی شخص کو بھی اس فنائیت کی بادیہ ریگستانی میں پائیداری نہیں بقول شخصے ؎

این کہنہ رباطرا کہ عالم نام است
آرامگہ ابلق صبح و شام است
بزمے است کہ وا ماندہ صد جمشید است
قصریست کہ تکیہ گاہ صد بہرام است

اس میں تو ہمیشہ موت کا نقارہ بجتا رہتا ہے۔ اور چل چلاؤ ہی لگا رہتا ہے۔ یکے بعد دیگرے مسیحی مسافر بڑی خوشی سے اپنی قبائے فنائیت کو اُتار کر لباس جاودانی کو پہن رہے ہیں۔ ان کی تیاری اور خوشی یہوواہ کے اس وعدہ پر ٹکی ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا یہہ خیمہ سا خاکی گھر گرایا جاوے تو ہم ایک عمارت خدا سے پاویں گے۔ وہ ایک گھر ہے جو ہاتھوں سے نہیں بنا بلکہ ابدی اور آسمان پر ہے۔ ۲ کرنتھی ۵: ۱۔ کچھ مدت سے انتقال کے کالم میں متواتر ایسی ایسی خبریں دل خراش شایع ہوتی رہی ہیں کہ جن کے مطالعہ سے دل کو طبعاً و دنیوی امر کے بجا رنج ہوا۔ لیکن بلحاظ مسیح میں ابدی آرام کے بڑی تسلی ہوئی۔ اسی سلسلہ میں اب ایک اور افسوسناک خبر سننے میں آئی ہے کہ مسٹر اے۔ مارکس جو کہ سیالکوٹ میں مدت مدید و عرصہ بعید سے رہتے تھے اور وہیں کے سکاچ مشن ہائی سکول میں ایک مسیحی مدرس تھے۔ بعد کچھ مدت کے تکلیف شدیدہ کے ۱۵ ماہ حال کو اس جہان فانی کے الجھانے والے اندیشوں اور وسوسوں سے آزاد ہو کر اپنے پیارے منجی ہمارے خداوند یسوع مسیح کی گود پر بہجت وراحت آخر میں سو رہے اور اپنے عیال و اطفال کو جس میں پانچ اشخاص شامل ہیں یعنے مرحوم کے چار خورد سال بچے اور ان کی مصیبت زدہ بیوہ بحالت بیکسی اور بعالم رنج و الم میں خدا کے حوالے کر دیا۔ خیر یہہ رہبرے تیری مرضی بر آوے۔ ان بیکس یتیموں کو ہماری دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا مسیحی ناظرین میں اب آپ سب سے ملتجی ہوں کہ آپ اس مصیبت زدہ خاندان کو اپنی اپنی خانگی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں تاکہ ان کو درگاہ الہی سے پوری پوری تسلی و تشفی حاصل ہو۔

مسٹر مارکس مرحوم کی مسیحیت کے بارے میں مجھے بہت کچھ ذاتی علم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مختصر حال ان کی مسیحی سرگذشت کا چند سطور میں پیش کروں۔ وہ میرے بڑے رفیق و مہربان تھے اور میرا رابطہ اتحاد ان کے ساتھ بہت مدت تک رہا۔ میں اپنے ذاتی تجربوں سے خوب جانتا ہوں اور اب اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ حقیقت میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے پیارے تھے۔ ایمان و امید و محبت میں مضبوط۔ مسیحیت میں سرگرم وغیرہ وغیرہ گو کہ وہ خود غریب تھے لیکن پھر بھی وہ غریب مسیحیوں کے بڑے ہمدرد و معاون تھے۔ خوشامد کا ان کی زندگی میں نام و نشان تک نہ تھا۔ جو کہ آج کل کے بعض بعض مسیحیوں میں بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ جو کچھ حق ہوتا تھا اسی کی پیروی کرنے کو مستعد رہتے تھے۔ کچھ مضائقہ نہیں اگر تمام دنیا برخلاف بھی ہو۔ انہوں نے چارلس سوسن کے بتیس جنبت قصہ کو زبان انگریزی سے زبان اردو میں برائے فائدہ عام شایع کروایا۔ قصہ کوتاہ ان کی روح ایک بڑی خوبصورت روح تھی جو کہ روحانیت کے لباس اور زیورات سے آراستہ تھی۔ وہ بڑی خوشی سے اس میدان نزاع کو ترک کر کے اپنے مکان ابدی کو راہی ہوئے۔ میں جب ان کے خاندان بیکس پر نظر کرتا ہوں مجھے اس قدر رنج معلوم ہوتا ہے کہ جس کا بیان کرنا محال ہے۔ لیکن جب میں مسٹر مارکس کے ابدی آرام کی تصویر کو کلام کی عینک سے دیکھتا ہوں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور دل سے یہی دعا پیدا ہوتی ہے کہ خدا ہر ایک مسیحی کو ایسی ہی زندگی عنایت کرے کہ جس کا انجام یہہ آرام ابدی ہے۔ بیواؤں اور یتیموں کا والی و وارث صرف خدا ہی ہے۔ آمین۔

جے۔ ڈبلیو۔ جیلس

خاص انبالہ شہر میں ہیضہ اور ملیریس فیور کی سخت شکایت ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ جو اس شکایت سے مبتلا ہو۔ روزمرہ کم سے کم ۲ یا ۳ اموات ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں سے زیادہ حضرت ہیضہ کا نتیجہ ہے۔ انبالہ مشن کمپونڈ میں قریباً سب کے سب بخار کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ دو یا تین دن سے حضرت نے مجھ پر بھی دست شفقت پھیرنا شروع کیا ہے۔ فقط۔

راقم

جے۔ ڈبلیو۔ پلیس

جناب اڈیٹر صاحب

نور افشاں مطبوعہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ سے عیاں ہے کہ پادری احسان اللہ صاحب نے اپنے قلم زرّیں رقم سے یہ عبارت اپنے خط میں ملک امریکہ سے تحریر فرما کر بطور اطلاع کے ارسال فرمائی کہ جس کے مضمون سے ناظرین نور افشاں واقف ہیں چنانچہ ہم بھی بلفظہٖ ذیل میں لکھتے ہیں۔ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ اگر چرچ مشنری سوسائٹی مجھ کو پریسٹ کے عہدے پر قبول کرے تو میں چرچ آف انگلنڈ کے سب قواعد قبول کرونگا اور نماز کی کتاب کے مطابق عمل کرونگا۔

اور عکس اس عبارت مرقومۃ الصدر کا یہ ہے کہ اگر چرچ مشنری سوسائٹی مجھ کو اس پریسٹ کے عہدہ پر قبول نہ کرے گی تو میں ایک بھی قواعد چرچ آف انگلنڈ میں سے قبول نہ کرونگا اور نماز کی کتاب کے مطابق عمل نہ کرونگا۔ ماحصل تحریر صاحب موصوف کا یہ ہے کہ تعمیل قواعد چرچ آف انگلنڈ اور تسلیم اطاعت کتاب الصلوٰۃ کے لئے عہدہ پریسٹ کا ملنا ضرور ہے ورنہ صورت انکار تو ان کے مضمون سے آشکارا ہے

فی الحال مقام قیل و قال یہ ہے کہ پادری صاحب موصوف جس عہدہ سے ملقب ہیں سوسائٹی چرچ آف انگلنڈ نے بلا تعمیل قواعد چرچ آف انگلنڈ اور بلا تسلیم تعمیل کتاب الصلوٰۃ کے کیونکر اس عہدہ پر سرفراز اور ممتاز فرمایا اور عرصہ قلیل منقضی ہوا کہ صاحبان سوسائٹی مذکور اس کے مداح اور ہر ایک مشنری متفرق مشنوں کے اُن کی آزادگی کے ثناخواں تھے اور ہر ایک اضلاع میں ممبر چرچ آف انگلنڈ اور دیگر کلیسیاؤں میں وعظ فرمانا اور حتی المقدور دینداروں نے ان کی امداد کی آخر کار کوہ کندن موش برآوردن کا نتیجہ ظہور میں آیا کہ اگر سوسائٹی چرچ آف انگلنڈ پریسٹ کا عہدہ عطا فرمائیگی تو قوانین چرچ آف انگلنڈ اور تعمیل کتاب الصلوٰۃ کرونگا۔ دریں حال کہ خداوند ربّ الافواج نے ان کو اس پاک عہدہ سے سرفراز فرمایا تو اب وہ عہدہ کون سا ہے کہ جس کے وہ سوسائٹی مذکور سے خواہاں ہیں۔

ماسوا اس کے یہ ملک ہند جو مسکن ابن الرحمان اور دار السلطنت شیطان ہے کہ جس میں خادموں کی ازحد ضرورت ہے اور ہزاروں جانیں بلا کفن ایمان کے دفن کی جاتی ہیں اور دیگر ممالک کے لوگ اُن کے لئے اپنی جان نثار کر رہے ہیں اپنے وطن کو چھوڑ کر کہ جس کی بہتری اور بہبودی کے لئے مسیح مصلوب نے اپنے خادموں کو اسی ملک سے برگزیدہ کرکے اپنی خدمت پر تعین فرمایا اس کو چھوڑ کر ایسے ملک میں جانا جو معدن اور مخزن علوم دینی اور دنیوی ہے حسب حال ہمارے اپنے اوقات زندگی کو رائگان صرف کرنا ہے۔ ہماری دعا بارگاہ الٰہی میں یہ ہے کہ خداوند ان کو اپنے وطن میں لاوے اور وہ اس مصلوب کی خدمت میں دم زندگی بسر کریں آمین ثم آمین ؎

راقم

امام مسیح پنشنر مشنری کلکتہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء

میلۂ گلو شاہ

ماہ اسوج کی پہلی تاریخ کو قریباً شروع ہوتا ہے پر لوگ خاص کر دویں تاریخ کو جاتے ہیں۔ اس دفعہ میلہ وہ میلہ نہیں ہوا جو کہ آگے ہوا۔ کیونکہ مینہ کے سبب کچھ لوگوں کی ٹانگوں کو خوب اڑنگے مارتا تھا ایک دن نالے میں رات کو بڑے زور شور کا پانی اچانک آگیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کی دکانیں پانی میں چلی گئیں اور چارپائی پر ایک آدمی تھا جو کہ سویا ہی ہوا تھا یہ پانی کے اوپر تھی وہ چارپائی پہ شکر خدا کا کہ دوسری طرف عیسائیوں کے گانے کی آواز کا زور رہتا جو کہ برائی کو جاکرے جارہا تھا۔ حالانکہ اس دفعہ لوگ تھوڑے تھے پر میں نے دو لڑکے دیکھے جن کی آواز لوگوں کو میلے میں سے کھینچکر لاتی تھی۔ یعنے حکم الدین و الیف دین طالبان بارہ پتھر سکول سیالکوٹ۔ اب ان کے حق میں میری دعا ہے کہ خدا ان کو اپنی تعلیم میں بلند کرے۔ اور سب کچھ مسیح کی خدمت میں خرچ کریں۔ ایک گیت انہوں نے اُٹھکر گایا کہ لوگ ہائے ہائے کرتے تھے۔ اور میرے دل میں ایسا لگا کہ بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ یہاں چند لڑکے تھے پر خدا کا کلام بہت کو پہنچایا نہایت ہی عمدہ طور سے لوگوں کو خوشخبری دی گئی ؎

راقم

ایک ناظر

بقیہ

چندر لیلا سادھنی کا قصہ

چھٹواں باب

ہندوؤں کے بڑے بھید کا ظاہر ہونا

آخر وہ دن آپہنچا۔ اب چندر لیلا علی الصباح اٹھی اور اپنی پوجا پاٹھ کرکے اس بہتے ہوئے خون کو دیکھنے گئی جو دیوی سے جاری ہوتا تھا۔ پر وہی پوجاری یہہ چاہتا تھا کہ چندر لیلا یہاں سے اس وقت چلی جائے اور اس سے یہہ کہا کہ ابھی بہت سویرا ہے تو ابھی چلی جا۔ ذرا ٹھہر کر آجانا جب میں اور لوگوں کو بھی بلاؤنگا۔ چندر لیلا چل تو گئی پر پوجاری کے بلانے سے پہلے مندر میں آگئی تا کہ دیکھے۔ پوجاری کوئی دھوکا کرتا ہے یا سچ مچ دیوی سے خون نکلتا ہے۔ چندر لیلا نے دیکھا کہ بکری کے خون میں جس کو پجاری نے اسی کام کے لئے تیار کیا تھا وہ کپڑا رنگتا ہے اس دن سینکڑوں لوگوں نے اس کپڑے میں سے خریدا۔ اور اس جھوٹ کو جو پجاری نے بنایا یقین کیا۔ اور پجاری کو خون آلودہ کپڑے کا دام دیکر اپنے گھر کو واپس گئے۔ لیکن چندر لیلا نے یہہ کپڑا لینے سے انکار کیا اور اس کو پجاری کے اس دھوکا دینے سے بڑی حیرانی ہوئی اور اس کو ایسی بے اعتباری ہوئی کہ ان مذہبی سوتوں میں نکتہ چینی کرنے لگی۔

ان پجاریوں نے چندر لیلا کو یہہ کہکر ڈرایا کہ جو اقرار تو نے ہماری بیٹیوں سے کیا ہے اگر اس کو پورا نہ کریگی تو رستے میں ماری جائیگی اور تیری موت اس طرح ہوگی کہ جنگل کی طرف سے ایک شیر نکل کر تجھے پھاڑ ڈالیگا۔ چندر لیلا نے اپنے دل میں سوچا کہ اس بات کو بھی آزمانا چاہئے۔ ”وہ کہتی ہے میں ان باتوں کے آزمانے کے لئے مجبور ہوئی“ پجاریوں کی بیٹیوں کے پاس جاکر ان میں سے دو کے ساتھ یہہ وعدہ کیا کہ میں تم کو ایک ایک جوڑہ چوڑیوں کا اور نئے کپڑے بنادونگی۔ یہہ وعدہ کرکے میں تیرتھ پور کے یہاں سے چلی گئی اور آزمانے کے لئے کہ آیا رستے میں مجھ کو کوئی شیر پھاڑتا ہے یا کہ نہیں۔

جب میں شہر سے نکلکر چلی اور میں اس پہاڑ جنگل میں سے گذری جو میرے رستے میں تھا۔ جاتے وقت میں ادھر اُدھر نظر کرتی رہی کہ اب بھی شیر میرے اوپر کود دیگا۔ اور رات کو جب کسی طرف آہٹ ہوتی تو مجھ کو نہایت ڈر لگتا تھا۔ اور ڈر کے مارے میرا خون خشک ہوجاتا تھا۔ پر میں آگے چلتی ہی گئی لیکن کوئی شیر نہ ملا اور اب میرا اعتبار جو گوروؤں پر تھا جاتا رہا۔ اور ان کو طریق سابقہ پاک نہیں مانتی تھی۔ لیکن یہہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ گورو بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔

یہاں سے وہ اور ایک راجہ کے علاقہ میں گئی اور یہاں ایک ٹھاکر دوارہ میں آئی۔ اس مندر میں صرف ان ہی لوگوں کو اندر آنے کی اجازت ملتی تھی جو بڑے بڑے چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ چندر لیلا نے راجہ کو سب سے عمدہ اور قیمت دار اور پسندیدہ نذرانہ پیش کیا۔ اور وہ نذرانہ یہہ ہے۔ نمک کا ایک ڈھیلا اور افیون کا ایک گولا۔ ان دنوں میں نمک ایسا گراں قیمت تھا جو ہندوستان کے عام لوگ اس کا استعمال نہیں کرسکتے تھے۔

یہہ پرسورام کا مندر کہلاتا ہے۔ اور اس جگہہ آکر جہاں رام نے اپنی والدہ کو مار ڈالا تھا۔ انہوں نے چندر لیلا کو وہ لکڑی دکھلائی جس پر اس عورت کا سر کاٹا گیا تھا اور اس نے اس پر پھول چڑھائے اور اس کی پوجا کی لیکن ان برہمنوں کا لالچ دیکھکر چندر لیلا کا دل شکستہ ہوگیا۔ کیونکہ جب اس نے دستور کے موافق چڑھاوے چڑھائے تو بھی وہ سیر نہ ہوئے اور آخر کو اس کی قیمتی چادر میں سے آدھی پھاڑلی۔ اس بیچاری نے یہہ بھی دیکر شکر کیا۔ اور اپنی جان لیکر بھاگی۔

چندر لیلا نے شاستر میں شب جی کی عورت پاربتی کی موت کی بابت پڑھا تھا کہ اسکی موت کس طرح ہوئی۔ کہتے ہیں کہ پاربتی کے باپ نے ایک بڑی دعوت کی۔ جس میں اس نے بڑے بڑے امیروں اور رئیسوں کو بلایا اور سوائے شب جی کے اپنے اور سب دامادوں کو بھی اس دعوت میں شریک کیا۔ اس بے قدری کے سبب سے جو پاربتی کے باپ نے شب جی کے حق میں کی۔ پاربتی بڑی شکستہ دل ہوئی۔ گو اس نے آپ بھی دعوت میں شریک ہونے سے انکار کیا۔ جب اور مہمان کھانا کھانے کو بیٹھ گئے تھے تو پاربتی نے صحن میں جاکر جہاں ایک بڑی آگ روشن تھی اپنے آپ کو آگ میں گرا دیا۔ شب جی بھی عین موقع پر پہنچ گئے۔ اور اپنی برچھی سے اس کی طرف نشانہ کیا۔ جب برچھی پاربتی کے جسم میں کھب گئی تو شب جی جلتی ہوئی کو لیکر اوپر اڑ گیا۔ پاربتی کے جسم میں سے جو ٹکڑے نیچے گرتے رہے اور جہاں جہاں وہ پڑتے رہے ہندوؤں کے نزدیک وہ جگہیں پاک قرار دی گئی ہیں۔

باقی
آیندہ

واقعات اور آرائیں

کرۂ قمر کی تفتیش۔ جب کبھی چاند کے زمین کی طرف دیکھا گیا ہو تو یہی خیال پیدا ہوتا رہا ہو کہ اس نورانی کرہ میں ضرور کسی نہ کسی قسم کی آبادی ہوگی۔ مگر جب بڑے ہرشل صاحب جو اس فن میں بڑے محقق گذرے ہیں کچھ نہ دکھا سکے۔ تو لوگوں کو مایوسی سی ہوگئی تھی۔ مگر بقول شخصے کہ ؎

اگرچہ نہ تواند پسر تمام کند

جب چھوٹے ہرشل صاحب اپنی نئی دوربین اٹھا کر راس امید کو روانہ ہوئے تو پھر اس بارہ میں کامیابی کی کچھ امید قایم ہونے لگی۔ انہوں نے منزل مقصود پر پہنچکر ماہ جنوری میں جبکہ چاند خوب روشن تھا اپنی نئی دوربین لگاکر نہایت توجہ سے چاند کا نظارہ کیا تو ان کو صاف سنگ حصار دکھائی دئے جن میں سنگ مرمر لگا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ درخت بھی رنگ نمایاں تھے۔ اور پانی اس طرح نیلگوں تھا جس طرح کہ عمیق دریاؤں کا ہوتا ہے۔ ان درختوں کے نیچے حیوان بھی دکھائی دیئے۔ سب سے پہلے ایک نیلا جانور نظر پڑا۔ یہہ قد و قامت میں بکری کے برابر تھا۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ پھر ایک خوشنما سرسبز وادی کی طرف نظر پھری جہاں بہت سے چشمے رواں تھے۔ اور قسم قسم کے دریائی جانور سطح آب پر تیر رہے تھے۔ ان میں زیادہ تر ماہی خور جانور معلوم ہوتے تھے۔ لیکن سیاہ اور سفید قرقرے بھی کثرت موجود تھے جن کی ٹانگیں اور چونچ بہت لمبی تھیں۔ پھر ایک ارضی مخلوق نظر کے سامنے آئی مگر بادل کی وجہ سے اس کا مزید حال معلوم نہ ہو سکا۔ لہذا صاحب موصوف کو اس رات مزید تحقیقات بند کرنی پڑی۔ دوسرے روز مطلع صاف تھا اس لئے صاحب بہادر پھر اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ سب سے پہلے ان کو ذی روح اجسام کا ایک جھنڈ نظر آیا یہہ جانوروں کا نہیں تھا۔ بلکہ انسانی شکل سے مشابہت رکھتا تھا۔ بنظر تحقیق دیکھنے سے درحقیقت انسان ہی ثابت ہوئے۔ جن کے اجسام پر چارفٹ تک چمکدار بال تھے۔ جو شانہ سے پنڈلی تک لمبے تھے۔ ان کے سروں پر سیاہ بال تھے۔ آپس میں گفتگو کرتے ہوئے ظاہر ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص جو ہجوم میں ہوا شکت تھا کوئی بڑا پھل کھا رہا تھا۔ ان کی پیشانی فراخ اور داڑھیاں خوب گھنی تھیں یہہ سب پالتی مارے بیٹھے تھے۔ اس کے بعد ماہ مارچ میں پھر مشاہدہ کیا گیا تو سب کچھ وہی نظر آیا جس سے یقین ہوا کہ کرۂ قمر بھی انسانوں ہی سے آباد ہے۔

عمدہ تجویز۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ چرچ مشن سوسائٹی کے متعلق مشن سکولوں کے سیحی مدرسوں کی تنخواہ کا سکیل مقرر کیا گیا ہے۔ سوسائٹی مذکور کی طرف سے ان مسیحی استادوں کے لئے ایک فنڈ کھولنے کی تجویز کی گئی ہے جس میں ہرایک مدرس کی تنخواہ سے ماہ بماہ بحیثیت درجہ کچھ وضع کرکے جمع کیا جاوے تاکہ بصورت علیحدگی یا بحالت ضعیفی اس مدرس کو اس کی جمع شدہ رقم معہ سود در سود دی جاوے۔ اگر کوئی صاحب اس تجویز کی نسبت مفصل حال لکھکر ہمارے پاس بھیجدیں گے تو ہم اس کو اوروں کی آگاہی اور فایدے کے لئے بڑی خوشی سے شایع کریں گے۔ ہماری رائے میں ہرایک مشن کی طرف سے مسیحی استادوں کے لئے اس قسم کی تجویز کا ہونا بہت ہی مناسب ہے بلکہ ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ اس مشن کے کل ملازموں کے لئے اس قسم کا قاعدہ بنایا جاوے کہ ہرایک کی تنخواہ سے کچھ وضع کرکے جمع کیا جاوے اور اس کو بحالت علیحدگی یا ضعیفی دیدیا جاوے تو بہت بہتر ہوگا۔

کرسچن ہیرالڈ فنڈ۔ نیویارک کے مشہور اخبار کرسچن ہیرالڈ کی طرف سے ہندوستان کے قحط زدہ بچوں کی پرورش اور تعلیم وغیرہ کے لئے ایک نہایت عمدہ بندوبست کیا گیا ہے جس کے بموجب اس اخبار کا ہر ناظر کسی خاص قحط زدہ یتیم بچے کی پرورش اور تعلیم کا ذمہ لے سکتا ہے اور وہ اس یتیم بچے کے ساتھ خط و کتابت کرسکتا ہے۔ اس طرح اب تک ۱۱۲ یتیم بچے کی ذمہ واری قبول کی گئی ہے۔

قحط زدوں کی امداد۔ بشپ ویلڈن صاحب نے اخبار پاؤنیر میں ایک چٹھی چھپوائی تھی جس میں انہوں نے قحط زدوں کی امداد کے لئے روپئے کے لئے اپیل کی تھی اور بتلایا تھا کہ یہہ روپیہ مشنریوں کی معرفت خرچ کیا جاوے گا۔ اس کے جواب میں بیس ہزار روپیہ بشپ صاحب کے پاس پہنچ چکا ہے جس کو انہوں نے مختلف سوسائیٹیوں کے اُن مشنریوں کے پاس بھیجدیا ہے کہ جو قحط زدہ لوگوں میں کام کر رہے ہیں۔

جاپان میں مارکوئیس اتیو کے نام نئی وزارت بنانے کا حکم ہوا۔

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ . . . . [illegible]

قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ . . . . [illegible]

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ . . . . [illegible]

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ . . . . [illegible]

قیمت دو کاپی یا اس سے زیادہ وہ ایک ہی شخص کے نام معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی . . . . [illegible]

صرف ضمیمہ . . . . [illegible]

نوٹس

واضح رہے کہ کسی نئے خریدار کے نام اخبار نور افشاں لودیانہ بغیر قیمت پیشگی ارسال کئے جاری نہیں ہوگا۔ پر صرف ایک دفعہ نمونہ کا پرچہ ارسال کیا جاویگا۔ جبکہ کوئی خریدار اخبار لینے کی درخواست کرتا ہو۔ اور نیز ارسال کسی خریدار کو بغیر قیمت اخبار نہ ہوگی۔ اڈیٹر

ضرورت

لاہور۔ ایم۔ ای مشن کے واسطے ایک مسیحی نیک نہاد با بنیاد کی ضرورت ہے۔ نوجوان۔ دیندار و پرہیزگار و عیالدار ہووے۔ تنخواہ معقول دی جاویگی۔ اور تنخواہ کا فیصلہ پادری جے جیکب۔ ایم۔ ای مشن لاہور موچی دروازہ سے کرو۔

اور ایک بیوہ عورت کی جو بائبل ٹیچری کا کام بخوبی کر سکے ضرورت ہے۔ درخواست بجہ مشتہر کے نام آنی چاہئیں

المشتہر

مسٹر دُو جارلس ایم ڈی ڈاکٹر فیری مشن ہسپتال امرتسر

بچوں کو زیور نہ پہناؤ

وبال جان بچوں کے لئے دنیا میں زیور ہو
ہلاکت کا سبب ہو جب یہی پہنانا اس کا یہ ثمر ہو
اگر بچے پہنے زیور ہیں بچہ ہر گھڑی ڈر رہئے
کہ اس کی جان کا عالم میں بس اللہ ہی یاور ہو
پہنا کر اس کو بچہ سے نہیں ماں باپ بھی غافل
جو ہو خطرہ میں بچہ چین بھی انکو نہیں حاصل
وہ کب تک اپنے بچہ کو بھلا زیر نظر رکھیں
کہاں تک لخت دل کی جان و زیور کی خبر رکھیں
مکاں میں اپنے بچہ کو وہ کب تک بند کر رکھیں
وہ کب تک باز اس کو کھیل سے شام و سحر رکھیں
اگر غافل ذرا بھی وہ ہوئے ہو حال یاروں کا
ذرا سی دیر میں تو ہو گیا نقصان ہزاروں کا
کھلانے کو اگر بچوں کے رکھیں وہ کوئی نوکر
رہے ہشیار تا ہر وقت اسکے ساتھ وہ ہوکر
ملازم دیکھکر بچوں کا سیم و زر کا وہ زیور
بنے ہو خود ہی قاتل اس کا آخر طمع میں آکر
وقوعے سینکڑوں ایسے جہاں میں ہمنے دیکھے ہیں
کہ بچوں کے ملازم انکا خون کرتے دیکھے ہیں
پہنے کان ان کے زیور سے بُرے معلوم ہوتے ہیں
گلے میں طوق ڈلوا کر وہ خود مشکل میں پڑتے ہیں
کٹرے وہ ناز میں پاؤں میں انکو پہناتے ہیں
کہ وہ ہر وقت اُنکے دوڑنے میں رکتے ہیں
پہنا کر اُن کو زیور صاحبو بیجا ستاتے ہیں
عبث بچوں کی جانوں کو خود ہی آفت میں پھنساتے ہیں
رواج ایسا پڑا ہے ہند میں بچوں کے زیور کا
کہ جس پر مبتلا ہیں ہند کے اُمرا سے تا گدا
نہیں حاجت اگر بچوں کے تن پر ہو نہ کچھ گہنا
مگر زیور کا ہونا تو ہے شرط عزت و نسب کا
کہ زیور ہی سے یاں انسان کی حالت جانی ہے
یہی ہوگا تو ان کے پاس دولت جانی جاتی ہے
یہ وہم بیجا ہے اس کو چھوڑ دو سب متفق ہوکر
پہناؤ اپنے بچوں کو نہ تم اُسے صاحبو زیور
ہے بچوں کے لئے مہلک وبائے بد سے بھی بڑھکر
نہیں آرائش اسمیں کچھ بھی بہتر ہو سکے بدتر
اثر جو خوب رو ہے اس کا کب محتاج ہوتا ہے
کہ بے زیور ہی یہہ کیا خوشنما معلوم ہوتا ہے

جنت آرامگاہ مولانا عماد الدین مرحوم

رفت عماد الدین از دار فنا۔ شد مکیں بر آسمان دار البقا
چوں نہ نالم از غم و رنج و الم۔ داغ فرقت داد و استاد ما
عالم و فاضل اجل در علم دین۔ مجتہد و ڈاکٹر و مرشد ما
دین باطل را تباہ کردی تو حق۔ حق دایم کرد باطل را تباہ
داد بخشش از مسلم اسلام را۔ مرحبا ای بیخ کن این فرقہ را
بحث با اسلام تو کردی بستم۔ کار و نامت زندہ باشد دوما
چوں نباشد در تجارت اثر۔ و رد کردی لا نبرا انجیل را
خدمت این خدا کردی تو خوب۔ مرحبا و مرحب صلی علیٰ
چوں شدی نزدیک ایوان فلک۔ خیر مقدم کرد و گفتند مرحبا
راضی جنت شدی بر آسمان۔ یا نفس دیدار تو این جنت ما
جسد تو گرچہ رفت او در زمین۔ لیک روحت رفت در گاہ خدا
شد عماد الدین عماد آسمان۔ نیز شو غمخوار جانم و اعطا

افسوس کہ ڈاکٹر نورمن صاحب کو بمقام سہارنپور پاگل کتے نے کاٹ لیا۔ اس لئے صاحب ممدوح علاج کے لئے بمقام کسولی تشریف لیگئے ہیں خدا جلد صحت بخشے ؛